تسبیح کا ایک اور موتی لڑی سے نکل گیا

پروفیسر عبدالعظیم جانباز، سیالکوٹ

ہر ذی نفس کی موت کا وقت مقرر ہے اور کوئی جان بھی تمام تر کوششوں کے باوجود اپنی موت کے وقت کو نا ایک منٹ مقدم کر سکتی ہے اور نہ مؤخر۔ انبیائے کرام علیہم السلام سے لے کر عام آدمی تک کے لیے سفر آخرت سے مُفرّ نہیں، بس فرق یہ ہے کہ کسی کو پہلے جانا ہے اور کسی کو بعد میں، مومن کی موت اس کے لیے راحت اور ابدی آرام کا باعث اور کافر و فاسق کی موت اس کے لیے عذاب اور تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔ مومن موت کو خوشی اور فرحت کے ساتھ قبول کرتا ہے اور کافر پر موت دنیا کی سب سے بھاری اور تکلیف دہ چیز ہے۔

نبی رحمت ﷺ کے ایک ارشاد کا مفہوم ہے کہ کافر کی روح قبض کرنے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک کانٹے دار شاخ کو جسم سے نکال کر کھینچا جائے اور مومن کی روح بڑی راحت و سکون سے جسم سے نکال لی جاتی ہے۔ اس لیے اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب ان کا وقت مقررہ آتا ہے تو وہ ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اس وادی میں قدم رکھتے ہیں اور ملک الموت کی آمد کا خوشی کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جو بڑا ہی مسبب الاسباب ہے، جب اسے اپنے کسی بندے سے کوئی کام لینا ہوتا ہے تو وہ اپنے فضل و کرم سے اپنے منتخب بندے کو اپنے کرم خاص سے نوازتا ہے اور اس کی تربیت و تعلیم کا ویسے ہی بندوبست کرتا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے، اسے اپنے بندوں میں خاص مقام عطا فرماتا ہے، مولانا اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک ایسی شخصیت تھے، وہ ایک عظیم دینی شخصیت تھے، دین وملت کی تقویت و مدد کے لیے توفیق الٰہی سے انھوں نے نہ صرف پوری امت

کے لیے بلکہ اہل پاکستان کے لیے خصوصاً بڑی محنت ولگن سے کام کیا ہے، ان کی تعلیم وتربیت ان کی شخصیت کی تشکیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب وحالات مہیا فرمائے جن سے ان کی شخصیت کی خصوصی تشکیل ہوئی۔ انھوں نے دعوتِ حق اور فکر اسلامی کے فروغ کے لیے رات دن پوری لگن وجاں فشانی سے کام کیا۔ انھوں نے دعوتِ حق کے لیے نشرواشاعت سے لے کر تعلیم وتربیت کے ہر میدان میں کام کیا ہے۔ وہ ایک ہنرمند اور صاحب قلم تھے، وہ ہمدرد ومہربان رفیق تھے، وہ اشاعت دین کے سلسلے میں وہ کون سا گوشہ ہے جس میں انہیں درک حاصل نہیں تھا، ان کی متحرک وفعال شخصیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شخص اپنے اندر غیر معمولی فکرواحساس رکھتا ہے، بلاشبہ ان کا وجود اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت تھی، ان کی زندگی میں مجاہدانہ اور حکیمانہ سرگرمیوں کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا۔ عجز وانکساری ان کے محاسن کا طرۂ امتیاز تھا۔ مولانا بہت نفیس الطبع، مزاج شناس، چشم ابرو کے اشاروں کو سمجھنے والی شخصیت تھے۔

موجودہ دور میں اگر کوئی اپنے اسلاف کی نشانی کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ مرشد عالی قدر حضرت مولانا اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو دیکھ لے، کتابوں میں اکثر پڑھا ہوگا کہ اللہ کے نیک بندے کی علامت یہ ہے کہ اس کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں تازہ ہوجائے اور علم میں بھی اضافہ ہو، بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جس نے بھی دیکھا ہوگا، اس کا مشاہدہ کیا ہوگا، ......اونچی شخصیت اور علم کا بحر بیکراں سمندر ہونے کے باوجود سادگی وعجز وانکساری اور تقویٰ کی اعلیٰ علامت رہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ مجلس میں اس طرح تشریف فرماتے کہ باہر سے آنے والا کوئی شخص آپ کی امتیازی حیثیت کو شناخت نہیں کرسکتا تھا۔ حضرت بھٹی صاحب نے اپنی تمام زندگی اس سنت کی پیروی کرتے ہوئے گزاردی، زمانہ طالب علمی سے ہی آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی ممتاز اور بلند مرتبہ عطا کیا تھا، لیکن آپ نے ان بلند مرتبوں کے باوجود اپنا تشخص مٹا کر رکھا تھا، آپ کی ذات میں سیاسی ومذہبی ٹکڑ بازی وکلابازی کی صفات دور دور تک نہیں تھیں اور نہ ہی ساری زندگی سیاسی اور مذہبی اقتدار کا نشہ آپ کی ذات کا حصہ بن سکا۔ عہدوں کی پیش کش کے باوجود

آپ عہدوں اور مرتبوں کی بندر بانٹ کی دلدل کا حصہ کبھی نہ بنے، راقم نے ایک مرتبہ ان سے مذہبی عہدوں کے حوالے سے استفسار کیا تو انھوں نے فرمایا کہ

''میرا کامل ایمان ویقین ہے کہ دنیاوی، سیاسی اور مذہبی مرتبے اور عہدے انسان کو اصل منزل سے ہٹا دیتے ہیں، بظاہر کام دین کا ہوتا ہے مگر حقیقت حال کروفر، دکھاوا، ظاہری ٹھاٹھ باٹھ اور دنیاداری، دین کا لبادہ اوڑھ کر کام دنیاداروں والے، یہ کسی بندۂ مومن کی شان نہیں ہوسکتی''۔

راقم نے بھٹی صاحب کی روح میں ایک اضطراب دیکھا تھا، وہ ایک مستقل مزاج اور ٹھہری ہوئی شخصیت کے مالک تھے، ان کی گفتگو ہیجان، غصے اور غضب سے خالی تھی۔ وہ فرقہ واریت کی فتنہ گری سے کوسوں دور تھے، نفرت اس پاک دل وپاک باز شخص کے جذبہ واحساس میں کبھی گھر نہ کر سکی۔ وہ اتحاد بین المسلمین کے زبردست داعی تھے، ان کی زبان نے کبھی زہر افشانی نہ کی۔ ختم نبوت کی تحریک ان کی روح میں رچی بسی تھی اور وہ ساری زندگی اس کے لیے جدوجہد کرتے رہے، حقیقت میں ان کی زندگی ایک مجاہدانہ زندگی تھی، ان کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک مشکل اور طویل بات کو عجیب طریقے سے آسان زبان میں پیش کرنے میں طاق تھے، کسی بھی موضوع کا خلاصہ نکال کر قارئین کے سامنے رکھ دینے پر عجیب قدرت رکھتے تھے، ان کا سینہ واقعی بے بہا یادوں کا خزینہ تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے حافظہ بھی بلا کا عطا کیا ہوا تھا۔ وہ بلاشبہ اپنی ذات میں ایک مکمل ادارہ اور انجمن کا درجہ رکھتے تھے۔ مولانا بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قلم وقرطاس کا سلسلہ بڑا طویل ہے۔ ہم ان کی علمی وفکری اور تاریخی داستانوں سے فیض یاب ہوتے رہیں گے اور یہ یقیناً علم کی صورت میں ان کے لیے ایک صدقہ جاریہ بنے گا۔

بھٹی صاحب کی زندگی کے درخشاں پہلوؤں کو احاطہ تحریر میں لانے کے لیے ہمارے عزیز دوست جناب محترم مولانا رمضان یوسف سلفی صاحب حفظہ اللہ نے ''مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب حیات وخدمات'' کو قلم بند کرنے کی نہایت خوبصورت کوشش کی ہے جن سے خواندگانِ محترم یقیناً مستفید ومحظوظ ہوں گے۔ سلفی صاحب نے یہ کتاب مرتب کر کے یقینی طور پر

جماعت اہل حدیث پر جو قرض تھا، اپنی بساط اور انتہائی کم وسائل سے اتارنے کی کوشش کی، ان کی یہ انفرادی کوشش یقیناً لائق تحسین ہے اور ساتھ ساتھ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ کا ادارہ جامعہ رحمانیہ سیالکوٹ بھی تحسین کا مستحق ہے جنھوں نے اس کتاب کو بڑے خوبصورت انداز میں شائع کروایا۔ اس خوبصورت سوانح عمری کی نظر ثانی جناب محترم بھٹی صاحب نے بذاتِ خود کی تھی۔

مولانا اسحاق بھٹی صاحب نے سینکڑوں نہیں، ہزاروں علما وفقہا اور شخصیات کے خاکے اور سوانح لکھے ہیں۔ بھٹی صاحب نے تو انفرادی طور پر جماعت اور ہزاروں علما وفقہا کے لیے ساری زندگی وقف کر رکھی تھی، اب کم از کم مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پر فرض اور قرض بنتا ہے کہ اجتماعی اور جماعتی سطح پر ان کی زندگی کے حوالے سے ایک مکمل تاریخی دستاویزی انسائیکلو پیڈیا مرتب کروانے کا اہتمام کرے۔

رمضان سلفی صاحب کی کتاب میں مختلف علما کرام نے بھٹی صاحب کی شخصیت پر اپنی اپنی نگارشات کا اظہار فرمایا تھا، ان میں سے چند ایک علما کرام کے اقتباسات قارئین کی معلومات اور دلچسپی کے لیے پیش خدمت ہیں۔

محترم اصغر علی امام مہدی السّلفی حفظہ اللہ

(ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث، بھارت)

امام صاحب بھٹی صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں:

''مؤرخ عصر علامہ محمد اسحاق بھٹی صاحب عصر حاضر کی یگانۂ روزگار، منفرد وممتاز شخصیت ہیں، گزرے زمانے کی یادگار اور عصر حاضر کے قدیم وجدید کے ماہر ومعیار ہیں۔ قدیم علوم کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ اسلاف کی روایات واقدار کے حامل ہیں تو دوسری طرف جدید علوم پر گہری نظر اور اس کے تقاضوں کا ادراک اور اس سلسلے میں علی وجہ البصیرت استفادہ وافادہ کا جوہر آپ میں بدرجہ اتم موجود ہے''۔ (صفحہ نمبر: 15)

الشیخ مولانا عبدالرحمٰن سلفی حفظہ اللہ

(امیر جماعت غرباء اہل حدیث، پاکستان)

''مولانا رمضان یوسف سلفی صاحب نے جماعت اہل حدیث کی ایک عظیم بزرگ شخصیت، نامور مصنف وادیب ہفت روزہ الاعتصام لاہور کے سابق ایڈیٹر اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست راست، مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کے حالات وواقعات، ان کی سیاسی، جماعتی اور تصنیفی خدمات پر مشتمل کتاب لکھ دی ہے اور نہایت قرینے اور سلیقے سے بھٹی صاحب کے حالات وخدمات کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی حیات وخدمات کا خوبصورت نقش ابھر کر سامنے آتا ہے۔ یہ کتاب جماعتی تاریخ میں ایک نادر اضافہ ہے، مجھے امید ہے کہ یہ کتاب علمی وادبی اور جماعتی حلقوں میں ذوق وشوق سے پڑھی جائے گی''۔ (صفحہ نمبر:17)

محترم مولانا محمد یوسف انور حفظہ اللہ

''مولانا اسحاق بھٹی صاحب سے میرے دوستانہ مراسم 55 سال سے قائم ہیں۔ بھٹی صاحب بلاشبہ اپنی ذات میں ایک مستقل ادارہ اور انجمن کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ایک مجسم تاریخ ہیں، ان کی تصانیف میں سے کئی جلدوں پر محیط ''فقہائے ہند'' عظیم علمی شاہکار ہے۔ نقوش عظمت رفتہ، بزم ارجمنداں، کاروانِ سلف، سیرت وسوانح مولانا صوفی محمد عبداللہ، حالات زندگی میاں فضل حق، قصوری خاندان اور ہفت اقلیم جیسی تصانیف ہمارے نامور اسلاف کی عظمتوں کے شکوہ وجلال اور علم وعمل کے کمال واحوال کا ایسا مجموعہ ہے کہ جن کا شگفتہ اسلوب اور دل آویز نگارشات سے قارئین استفادہ کررہے ہیں''۔ (صفحہ نمبر:19)

پروفیسر محمد یاسین ظفر حفظہ اللہ

(مدیر التعلیم جامعہ سلفیہ، فیصل آباد)

''ہر صاحب شعور مستقبل کی منصوبہ بندی کے لیے تاریخ سے سبق حاصل کرتا ہے، یوں تو صدیوں کی تاریخ ہمارے سامنے ہے، لیکن ماضی قریب اور موجودہ دور میں جن صاحب فضل وکمال اور

مؤرخ نے نام کمایا اور مایہ ناز اور مستند تاریخی کتب تصنیف کیں ان میں لائق صد احترام مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کا نام ہے۔آپ ممتاز عالم دین، بہترین ادیب، ذمہ دار صحافی، دیانت دار مؤرخ، بے نظیر نثر نگار، لاجواب خاکہ نویس اور مثالی داستان گو ہیں۔آپ کے قلم میں کمال روانی ہے۔حالات وواقعات کا تذکرہ کرتے وقت جس خوبصورت پیرائے میں وہاں کی منظر کشی کرتے ہیں، یہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ان کی تحریروں کو پڑھنے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ گویا وہ ان گلیوں بازاروں میں گھوم رہا ہے یا ان کھیتوں کھلیانوں کی سیر کر رہا ہے اور ان مجلسوں اور پاک باز ہستیوں کی محبت سے لطف اندوز ہو رہا ہے"۔(صفحہ نمبر:21)

صاحبزادہ عبدالحنان جانباز حفظہ اللہ

(مدیر التعلیم جامعہ رحمانیہ، سیالکوٹ)

"اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ محترم المقام جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب ایک بہت بڑی علمی شخصیت کا نام ہے کہ جن پر مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب نے لکھا......!! جیسے علامہ اقبال نے کہا تھا:

"ترکھاناں دا منڈا نمبر لے گیا"

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب خود آبِ رواں کی طرح لکھتے ہیں اور ان کا لکھا ہوا اب سیل رواں بن چکا ہے، اس لیے مولانا موصوف پر بہت زیادہ لکھا جانا چاہیے، بلکہ موسلا دھار لکھنے کی ضرورت ہے۔آپ صحافتی میدان میں علم تاریخ وتراجم میں ایسے تن آور درخت ہیں کہ نظر اٹھا کر دیکھنا پڑے......اور......ثمر آور ایسے کہ اپنے خوشہ چینوں کے لیے جھک جھک جائیں، بچھ بچھ جائیں بلکہ پھولے نہ سمائیں۔ایسی باوصف شخصیت کے تذکرہ کا حق ہر کوئی ادا نہیں کر سکتا، البتہ اظہار عقیدت کا حق ہر کسی کو حاصل ہے اور قلم وقرطاس سے وابستہ ہر اہل حدیث کو اپنی اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرنا چاہیے، اس لیے کہ اعتراف عظمت بھی نیکی کی علامت ہے اور اس کے لیے باعظمت ہونا ضروری نہیں۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے اوّل دن سے تا حال اپنی نگارشات کو بزرگانِ دین اور علما اہل حدیث ہی کے تذکرہ کے لیے ''فی سبیل اللہ'' وقف کر رکھا ہے اور اب اس مقام پر ہیں جہاں انہیں جماعت کی حاجت نہیں بلکہ جماعت کو ان کی ضرورت ہر وقت ہے، بڑی بدنصیب ہوتی ہیں وہ جماعتیں جو ایسی سونے کی کانوں سے فائدہ نہیں اٹھاتیں اور نہ ہی اسباب مہیا کرتی ہیں۔ادارہ جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ مبارک باد کا مستحق ہے کہ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی خدمات کے اعتراف کا اعزاز حاصل کر رہا ہے، جو بجا طور پر شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بھی صدقہ جاریہ کا سبب ہے، جن روایات کی داغ بیل مولانا جانباز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ادارہ میں ڈالی تھی ان کی رحلت کے بعد ہم بھی انہی روایات کے امین اور پاس دار ہیں، طبع وتالیف سمیت تمام شعبہ جات اسی طرح خدمت دین میں مصروف عمل ہیں''۔(صفحہ نمبر:6،7)

محترم علی ارشد چوہدری مرحوم

(فیصل آباد)

''ہند میں مجدد الف ثانیؒ نے توحید کا سبق دیا، نجد میں محمد بن عبدالوہابؒ نے مسلمانوں کو شانہ ہلا ہلا کر بیدار کیا، افغانستان میں جمال الدین افغانی اٹھے، جنھوں نے مسلمانوں میں اجتماعی شعور پیدا کیا، سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید نے سرحد کے غیور مسلمانوں کو متحد کر کے سکھوں کے خلاف صف آرا کیا۔ یہ اہل حدیث تحریک تھی جسے انگریز نے ''وہابی تحریک'' کا نام دیا۔ اس تحریک کو مٹانے کے لیے انگریز نے سازش کے جال بچھائے، امراء سے سیم وزر کی بازی لگا دی، نام ونہاد علماء کا ایک گروہ ان مخلصین قوم کے خلاف گمراہ کن پراپیگنڈے میں مصروف ہو گیا، قبرستانوں کے گورکن، خانقاہوں کے سرپرست، پیر پرست مرید، جاہل مفاد پرست لیڈر اور علمائے سوء نے اتحاد بنا لیا کہ معروف کو مٹا کر رہیں گے، لیکن اس تحریک کو قبول کرنے والے بھی اصحاب صفہ کی طرح جواں ہمت لوگ تھے، انھوں نے جانی ومالی قربانی سے اس تحریک کو پروان چڑھایا، اسی

مشقت اور اخلاص کا نتیجہ ہے کہ آج بھی یہ تحریک کسی نہ کسی طرح زندہ ہے۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی کا شمار اسی ''طائفہ منصورہ'' کی باقیات الصالحات میں ہوتا ہے''۔ (صفحہ نمبر:110)

محترم مولانا عبدالعظیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ

''مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں، علمی اور دینی حلقوں میں ان کی شخصیت نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ ادب وصحافت، سیرت نگاری اور خاکہ نویسی میں ان کا ایک منفرد مقام ہے، مختلف سیاسی، دینی اور علمی شخصیتوں کے بارے میں ان کی معلومات نہایت وسیع اور قابل رشک ہیں۔ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی گویا سبقت لیے ہوئے ہیں''۔ (صفحہ نمبر:126)

محترم آبادشاہ پوری رحمۃ اللہ علیہ

(مایۂ ناز صحافی اور مصنف)

مرحوم ومغفور آبادشاہ پوری کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا، انھوں نے مجلّہ ''نقطہ نظر'' اسلام آباد میں بھٹی صاحب کی کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' پر ایک طویل تبصرہ کیا تھا، اس تبصرے سے چند لائنیں درج ذیل ہیں:

''فاضل مصنف اہل حدیث علما اور دوستوں اور اہل علم کا تذکرہ والہانہ ذوق وشوق کے ساتھ کرتے ہیں۔ انداز اور اسلوب ایسا کہ جس پر انھوں نے قلم اٹھایا ہے، ایک نقشہ کھینچ دیا ہے، یہاں آپ ان حضرات کو علمی ومجلسی زندگی میں جلوہ افروز پائیں گے، انھیں شاگردوں کی رہنمائی کرتے، ان کی صلاحیتوں کو سراہتے اور سنوارتے، کانوں میں علم وحلم کا رس گھولتے اور لطائف کے شگوفے چھوڑتے دیکھیں گے، پھر فاضل مصنف ان اصحاب ورجال کے تراجم وسوانح ہی بیان کرنے پر اکتفا نہیں کرتے، ان کی اولاد اور قرابت داروں اور شاگردوں، اساتذہ اور ان کی اولاد واحفاد اور تربیت فکر ونظر کے انداز کا تذکرہ بھی کرتے ہیں''۔ (صفحہ نمبر:140)

محترم صاحبزادہ سید خورشید گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

پاکستان کے ممتاز اہل علم اور اصحاب قلم میں جناب سید خورشید گیلانیؒ کا نام بہت بلند ہے، انھوں نے مولانا اسحاق بھٹی صاحب پر ''گم نام مگر بلند مقام'' کے عنوان سے مضمون لکھا جو روزنامہ انصاف کی زینت بھی بنا، شاہ صاحب مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''اور تیسری بات ہے ان کا اہل حدیث ہونا، وہ نماز میں رفع الیدین کرتے ہیں، آمین بالجہر کہتے ہیں اور فاتحہ خلف الامام پڑھتے ہیں مگر نہ کسی حنفی سے الجھتے ہیں اور نہ لڑتے ہیں، وہ اپنے مشرب کے پابند ہیں کسی منصب کے دعوے دار نہیں، انہیں مل کر ہر ایک کو یہی احساس ہوتا ہے کہ وہ ایک وضع دار، بردبار اور روادار شخص سے ملے ہیں، نہ تکبر، نہ غرور اور تصنع نہ نفور ورنہ جتنا علمی کام وہ کر چکے ہیں، اگر کوئی اس کا بیسواں حصہ بھی کرے تو وہ لازمی رازی اور غزالی کو اپنے پاس بیٹھنے تو کجا پھٹکنے بھی نہ دے اور ایک جہازی سائز کا اشتہار تو صرف اپنے القاب وخطابات کے لیے وقف کردے، مولانا اسحاق بھٹی بلند مقام تو ہیں مگر رہے گم نام کہ یہی اچھے لوگوں کا خاصہ ہے''۔ (صفحہ نمبر:146)

محترم ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری حفظہ اللہ

ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری کاروان علم کے ممتاز مصنف ومؤلف ہیں، ان کی کئی ایک کتابیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب مولانا اسحاق بھٹی صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''ان کی تحریروں میں معلومات اور علمی نکات کی فراوانی پائی جاتی ہے، ان کے قلم اور زبان، دونوں سے لطائف کے پھول جھڑتے ہیں، وہ تحریروں میں افکار کے موتی پروتے ہیں، ان کی تحریرات متن کے حسن اور اسلوب نگارش کی رنگینی سے آراستہ ہوتی ہیں۔ افکار ومعانی کا طلسم قاری کے احساسات پر چھا جاتا ہے''۔ (صفحہ نمبر:149)

ڈاکٹر صاحب مزید آگے چل کر بھٹی صاحب کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار یوں کرتے ہیں:

''کسی شخصیت کی صرف خوبیوں کے ذکر کا یہ مطلب نہیں کہ انھوں نے اس کی کمزوریوں پر پردہ ڈالا

ہے، بات صرف اتنی ہے کہ بے محل بات کوئی ان کے قلم سے نہیں نکلی، البتہ اگر کوئی موقع آ گیا ہے تو اس کے بیان میں ان کے قلم نے کوئی کوتاہی بھی نہیں کی۔ سیاہ کو سفید کہنے سے ان کے قلم نے صاف انکار کر دیا، لیکن ان کا اسلوب بیان ایسا ہے کہ بات دل پر گراں نہیں گزرتی"۔ (صفحہ نمبر: 151)

پروفیسر سفیر اختر حفظہ اللہ

(انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد)

پروفیسر صاحب ایک نامور اور بلند پایہ مکالمہ نگار اور ایک بہترین مصنف ہیں، انھوں نے بھٹی صاحب کے بارے میں فرمایا:

"انھوں نے اہل حدیث حضرات کی رہنمائی اور جماعتی تنظیم میں ایک عرصے تک بہت فعال کردار ادا کیا ہے۔ مزید برآں جناب بھٹی صاحب مزاجاً خوش مزاج اور وضع دار فرد ہیں۔ جس سے ایک بار رابطہ ہوا مسلکی یا سیاسی اختلاف سے قطع نظر اشتراک ذوق کی بنا پر تعلق قائم رکھا اور وہ تعلق نباہنے کا فن بھی خوب جانتے ہیں، اس لیے ان کا حلقہ احباب مسلکی دائرے سے باہر بھی بہت وسیع ہے"۔ (صفحہ نمبر: 157)

محترم عصمت اللہ قلعوی حفظہ اللہ

قلعوی صاحب بھٹی صاحب کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

"بھٹی صاحب کو ابتدائی دور زندگی ہی سے شخصیات سے دلچسپی رہی، اس لیے شخصیات ہی ان کے قلم کا موضوع ٹھہریں، جس شخص پر لکھا اس کے عہد کی پوری تاریخ سامنے لا کھڑی کر دی، جس شخصیت پر قلم اٹھایا اسے زندۂ جاوید کر دیا۔ اس لیے مشاہدے کا عمق اور بیان میں تفصیل ان کی تحریروں کا خاصہ ہے"۔

محترم قدرت اللہ چوہدری حفظہ اللہ

(ایگزیکٹو ایڈیٹر روزنامہ پاکستان، لاہور)

چوہدری صاحب مولانا اسحاق بھٹی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''اسحاق بھٹی کی شخصیت کا خاصہ یہ ہے کہ قدرت نے انہیں ہر قسم کا علم فیاضی سے عنایت کیا ہے۔ وہ اظہار کا ایک خاص ملکہ رکھتے ہیں، وہ گفتگو کرتے ہوئے کوئی لگی لپٹی نہیں رکھتے۔ وہ اردو خوبصورت لکھتے ہیں، لیکن اردو بولتے ہوئے جگہ جگہ پنجابی کا تڑکا لگاتے جاتے ہیں۔ لہجہ بھی خالص پنجابی ہے، مگر اس تڑکے اور اس لہجے کا اپنا لطف و سرور ہے''۔ (صفحہ نمبر:178)

محترم ہارون الرشید صاحب

پاکستان کی صحافت کے نامور کالم نگار محترم ہارون الرشید صاحب اپنے کالم میں مولانا اسحاق بھٹی صاحب کی کتاب ''صوفی محمد عبداللہ مرحوم و مغفور'' کے حالات پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

''یہ کتاب ادیبوں، شاعروں، سیاسی کارکنوں، مولویوں اور دانش وروں کے لیے نہیں ہے، فروغ نفس کے آرزومند ریاکاروں کے لیے ہرگز نہیں جو جھوٹ پڑھتے اور ریا لکھتے ہیں۔ یہ ان نوجوان کی کتاب ہے، جو زندگی کے بیکراں اسٹیج پر پہلا قدم رکھنے، منزل کی تلاش اور تمنا میں بے تاب اور آرزومند ہیں۔ جو پورا سچ معلوم کرنے کے خواہاں ہیں، جو جاننا چاہتا ہے کہ کس طرح ساری زنجیریں ایک ساتھ ٹوٹ گرتی ہیں اور آدمی اتنا بلند کیسے ہوسکتا ہے کہ چاند، ستارے اور آسمانوں کو زمین کی خبر دینے فرشتے اس پہ رشک کریں، جو طالب علم قرآن کی ان آیات کے مفہوم، اپنے قلوب پر طلوع کرنے کے آرزومند ہیں کہ ''اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً '' اور یہ کہ اللہ کے دوست وہ ہیں جن پر خوف اترتا ہے اور نہ وہ اپنے باطنوں میں غم گھولتے ہیں، یہ کتاب ان کے لیے ہے''۔ (صفحہ نمبر:183)

محترم ملک عبدالرشید عراقی حفظہ اللہ

عراقی صاحب سیر و سوانح کے بے تاج بادشاہ ہیں، مختلف موضوعات پر ان کی کئی ایک کتب منصۂ شہود پر آچکی ہیں، ان کا شمار ملک کے نامور اور معروف لکھاریوں میں ہوتا ہے۔ عراقی صاحب مؤرخ اہل حدیث جناب مولانا اسحاق بھٹی صاحب کے بارے میں اپنے تاثرات کا یوں اظہار فرماتے ہیں:

''بھٹی صاحب اپنے دم سے ایک عہد ساز شخصیت ہیں، وہ خود اپنی ذات میں ایک انجمن اور ادارہ

ہیں۔ان کے دم قدم سے دنیائے علم وادب میں روشنی پھیلی ہوئی ہے۔وہ برصغیر (پاک وہند) کی جماعت اہل حدیث کی ایک قیمتی متاع ہیں۔بھٹی صاحب ایک نہایت اصول پسند، راست گو، حق پرست اور مرنجاں مرنج طبیعت کے نیک سیرت بزرگ ہیں۔سلاست طبع کی نعمت انہیں وافر ملی ہے۔اسی سبب سے وہ مخالفت کے طوفان اور حالات کے ہیجان میں کبھی توازن سے محروم نہیں ہوتے، بھٹی صاحب اپنوں اور بیگانوں کو کھلے دل سے داد دینے میں بڑے فیاض واقع ہوئے ہیں اور اس کی شہادت ان کی اپنی تصانیف ہیں''۔(صفحہ نمبر:225)

عراقی صاحب بھٹی صاحب کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ:

''مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب بحیثیت مصنف برصغیر (پاک وہند) میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔آپ ہر موضوع پر لکھتے ہیں لیکن تذکرہ نویسی میں انہیں جو مقام حاصل ہے وہ شاید کسی دوسرے مصنف کو کم ہی حاصل ہوگا۔بھٹی صاحب اپنے منفرد اسلوب اور شگفتہ بیانی کے لیے علمی حلقوں میں مقبول ہیں۔ان کی تحریروں میں گہرائی بھی ہے اور فکری صلاحیت بھی، حافظہ اتنا قوی اور قلم اتنا سیال ہے کہ معلومات کا دریا موجیں مارہا ہوتا ہے اور شخصیت اپنے پورے وجود کے ساتھ چلتی پھرتی محسوس ہوتی ہے''۔(صفحہ نمبر:227)

بلاشبہ حضرت مولانا اسحاق بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف وکمالات اور خصائص کا احاطہ کرنا ہمارے بس میں نہیں۔یہ چند ایک اقتباسات اور غیر مربوط احساسات تھے جو ارتجالاً نوکِ قلم پر آ گئے۔دعا ہے اللہ رب العزت ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، ان کی بشری خطاؤں کو درگزر فرماتے ہوئے انہیں نیکیوں میں بدل دے، حضرت بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس دنیا سے جانے سے جماعت ہل حدیث میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ شاید پُر تو نہ ہوسکے گا، مگر اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ جماعت کو کوئی نعم البدل عطا کردے، تا کہ ان کے جاری مشن کو آگے بڑھایا جاسکے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را